سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

(پارہ 15، بنی اسرآءیل-آیت-1)

پاکی ہے اسے (ف ۲) جو راتوں رات اپنے بندے (ف ۳) کو لے گیا (ف ۴) مسجد حرام سے مسجد اقصا تک (ف ۵) جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی (ف ٦) کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے

Holy is He Who carried His bondman by night from the sacred Mosque to the Aqsa Mosque (Aqsa) around which We have put blessings that We might show him Our grand signs. No doubt, He is the Hearing, the Seeing.

کیا شب معراج حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے رب کو دیکھا؟؟؟

از قلم

مولانا محمد یوسف رضا قادری

M.U.F.

رضا اکیڈمی

مسلم یونیٹی فاؤنڈیشن

کیا شب معراج

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟؟؟

از قلم

مولانا محمد یوسف رضا قادری

رکن جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی

بانی مسلم یونیٹی فاؤنڈیشن، بھیونڈی

شائع کردہ

رضا اکیڈمی

M.U.F. مسلم یونیٹی فاؤنڈیشن M.U.F.

۱۳۶ر سلیمان بلڈنگ، امام احمد رضا روڈ، کوٹر گیٹ، بھیونڈی

Mob.: 9822088370 / 9323270697

www.mufindia.net

Click Art, Bwd. - 9822088370

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

امت مسلمہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ شب معراج سیدنا محمد ﷺ نے اللہ تعالی کا دیدار کیا۔لیکن کچھ لوگوں نے اس عقیدے کے خلاف، بخاری کی ایک روایت لکھ کر ہورڈنگ کی شکل میں چوراہے پر لگا دی کہ

تین جھوٹے؟؟؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے!!!۔
جو شخص تم سے کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا وہ جھوٹا ہے!
جو شخص تم سے کہے کہ محمد ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے!
جو شخص تم سے کہے کہ محمد ﷺ نے دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ جھوٹا ہے!

چونکہ یہ رجب کا مہینہ ہے اور شب معراج قریب ہے اس لئے لوگوں میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا کہ کیا واقعی حدیث میں ایسا ہے کہ حضور ﷺ نے معراج کی شب بھی اللہ تعالی کا دیدار نہیں کیا۔ جمعہ کے خطاب کے دوران ہی ایک عزیز نے مجھے اس ہورڈنگ کا فوٹو لا کر دیا، لیکن خطاب کا وقت ختم ہو چکا تھا اور میں معاملہ سمجھ بھی نہ سکا تھا کہ یہ روایت میرے سامنے کس غرض سے پیش کی گئی ہے، اس لئے میں نے اس پر کوئی گفتگو نہیں کی۔ نماز جمعہ کے بعد عزیزوں نے بتایا کہ یہ ایک ہورڈنگ کا فوٹو ہے جو غیر مقلدوں کی جانب سے ایک علاقہ میں لگائی گئی ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ معراج کی شب نبی اکرم ﷺ نے خدا کو نہیں دیکھا اور یہ حقیقت بخاری میں بیان کی گئی ہے۔ اس لئے دیدار کا اعتقاد رکھنے والے غلطی پر ہیں اور ان کا یہ اعتقاد حدیث کے خلاف ہے۔

اس ہورڈنگ سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوگئی اور حقیقت جاننے کے لئے میرے پاس بھی لوگ سوال لے کر آنے لگے۔ پھر ہمارے احباب نے اصرار کیا کہ اس بے چینی کے ازالہ کے لئے آپ فوری طور پر ایک مضمون لکھ دیں تاکہ صحیح بات لوگوں کو معلوم ہوجائے اور بے چینی کا خاتمہ ہوجائے۔

اس پر عرض یہ ہے کہ کسی حدیث کو اس کی تفصیلات کے بغیر یونہی لکھ کر لگا دینا یہ دین کی کوئی خدمت نہیں ہے بلکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے کی شرمناک کوشش ہے۔ خصوصاً ایسی روایت جس کا مفہوم خود دوسری حدیثوں کے خلاف ہو اسے بغیر تفصیلات کے بیان کرنا عوام کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔

بخاری کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو روایت بیان کی گئی ہے اس میں صحابہ کرام کا شدید اختلاف ہے اور اس روایت کے موقف کو جمہور نے اختیار نہیں کیا ہے۔ اب ایسی روایت کو اس کی تفصیلات کے بغیر مشتہر کرنا مسلمانوں کو تردد میں مبتلا کرنے کا سبب ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ مسلمانوں کا اعتقاد اس روایت کے خلاف ہو۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء و رسل سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ لیکن بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ''جس نے کہا کہ میں حضرت یونس بن متیٰ سے افضل ہوں اس نے جھوٹ کہا۔''

اب آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ ایسی حالت میں جبکہ سارے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں، اگر میں یہ روایت لکھ کر چوراہے پر لگا دوں تو مسلمانوں میں بے چینی پھیلے گی یا نہیں؟ حدیث کی کتابوں میں ایسا بہت مواد ہے کہ اسے اگر اس کی تفصیلات جانے بغیر کوئی پڑھے گا تو گمراہ ہوجائے گا۔ مشہور محدث حضرت امام اعمش رضی اللہ عنہ نے اسی لئے فرمایا تھا کہ **''الاحادیث مضلة الا للفقهاء''** کہ حدیثیں گمراہ کردیتی ہیں مگر اس کے سمجھنے والے (فقہاء) ہی محفوظ رہتے ہیں۔

جو لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں ان کا حال یہی ہے کہ نہ تو وہ قرآن و حدیث کی زبان سے واقف ہیں اور نہ ہی شرعی اصول و ضوابط سے آگاہ ہیں، اردو بولنے کا بھی شعور نہیں ہے لیکن بخاری و مسلم کا ترجمہ پڑھ کر ائمہ اربعہ پر تنقید شروع کردیتے ہیں اور

اپنے آپ کو علامہ سمجھنے لگتے ہیں، غرور کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو عامل حدیث اور سارے مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک سمجھنے لگتے ہیں۔ ایسے بے شمار افراد میرے رابطہ میں آچکے ہیں۔

ایک غیر مقلد نے میرے سامنے کہا کہ بخاری اور مسلم میں جو روایتیں ہیں اس پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے باقی ساری حدیثیں اعتبار کے لائق نہیں ہیں، اور جس امام کا فتویٰ بخاری کے خلاف ہو تو اسے دیوار پر مار کر ہمیں بخاری کی حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ میں نے فوراً اس سے سوال کیا کہ بخاری کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے، کیا آپ کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟ کیا اللہ تعالی نے کوئی وحی نازل فرمائی ہے کہ بخاری حدیث کی سب سے صحیح کتاب ہے؟ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث ہے کہ دوسوسال کے بعد جب بخاری نامی کتاب لکھی جائے تو اسے سب سے صحیح کتاب کا درجہ دینا۔ اس نے فوراً کہا کہ ساری امت کے علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ میں نے کہا کہ آپ علماء وفقہاء کے اتفاق کو کہاں مانتے ہیں؟ آپ تو ہر امر میں قرآن وحدیث سے دلیل مانگتے ہیں تو بخاری کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے اسے بھی قرآن وحدیث سے ثابت کیجئے اور رہی علماء کے اتفاق کی بات تو جس طرح سے تین صدیوں کے بعد علماء کا اتفاق ہوا کہ بخاری سب سے صحیح کتاب ہے، اسی طرح ائمہ اربعہ کی تقلید پر بھی علماء امت کا اتفاق ہوا۔ آپ ایک اتفاق کو مانتے ہیں، ایک کو نہیں۔ اس کا کیا جواب ہے؟ یقین جانئے میرے اس سوال پر ان کے پاس ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔

اسی طرح ایک غیر مقلد میرے پاس آیا۔ تو میں نے کہا کیا آپ اہل حدیث ہیں؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا، پھر میں نے کہا کہ آپ قرآن وحدیث کو خود پڑھ اور سمجھ لیتے ہیں یا اردو ترجمہ اور اہل حدیث مولویوں کے محتاج ہیں۔ تو اس نے کہا کہ مجھے عربی نہیں آتی مگر صحاح ستہ کا ترجمہ پڑھ کر دین سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جو ترجمہ پڑھ کر آپ دین سمجھتے ہیں وہ ترجمہ صحیح ہے اس کی کوئی دلیل قرآن وحدیث سے ہے تو پھر وہ بغل جھانکنے لگا اور وہی کہنے لگا کہ علماء پر اعتماد کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہی تو تقلید کی حقیقت ہے کہ قرآن و احادیث کو سمجھنے کے سلسلے میں ائمہ اور فقہاء پر اعتماد کیا جائے۔ تو مقلد آپ بھی ہوئے اور ہم

بھی، فرق صرف اتنا ہے کہ ہم تابعین کی تقلید کرتے ہیں اور آپ موجودہ دور کے مولویوں کی۔

یہ ایک بہت ہی خطرناک رجحان ہے جو اس دور میں پروان چڑھ رہا ہے کہ ہرا یرا غیرا حدیث کا ترجمہ لے کر بیٹھ جاتا ہے اور جو معنی و مفہوم اسے سمجھ میں آتا ہے اسے وہ دین سمجھ لیتا ہے اور اپنے آپ کو وہ عامل حدیث سمجھتا ہے۔ اس فرقہ کے اکثر افراد انتہائی جری، بیباک اور گستاخ ہوتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہاں تک کہتے ہیں کہ ان کو صرف ۱۷/حدیثیں یاد تھیں۔

مذکورہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت بھی چوراہے پر لگانے کا مقصد یہی ہے کہ جاہل لوگوں نے اردو ترجمہ پڑھ کر یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج میں اللہ تعالی کا دیدار نہیں ہوا تھا۔ اس لئے اب وہ اس روایت کو لکھ کر چوراہے پر لگائیں گے۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیں گے کہ تم لوگ حدیث سے نابلد ہو اور تم سمجھتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا دیدار ہوا، اور بخاری کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔

بہرحال مسلمانوں کو ایک اصولی بات بتانا چاہوں گا کہ اس دور میں ہر فرقہ ہاتھ میں قرآن و حدیث لے کر آتا ہے، یہاں تک کہ قادیانی فرقہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت ثابت کرنے کے لئے قرآن و حدیث ہی سے دلائل پیش کرتا ہے۔ اس لئے کسی کے ہاتھ میں قرآن و حدیث دیکھ کر متاثر ہونے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے ہدایت پانے والا ہے یا گمراہ ہونے والا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالی نے صاف طور پر فرمادیا کہ

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ (سورہ بقرہ۔ آیت ۲۶)

اسی قرآن سے اللہ بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔

لہذا جب کوئی فرقہ آپ کے سامنے قرآن لے کر آئے تو آپ یہ دیکھئے کہ وہ فرقہ قرآن سے ہدایت حاصل کرنے والا ہے یا گمراہ ہونے والا ہے۔ اسی طرح جب کوئی

حدیث بیان کرکے اس سے کوئی انوکھی بات آپ کو سنائے تو اس سے آپ یہ پوچھئے کہ اس حدیث کا آپ نے جو معنی اور مفہوم سمجھا ہے کیا وہی معنی اور مفہوم ماضی میں فقہاء ومحدثین نے سمجھا ہے۔

اگر کوئی شخص حدیث کی ایسی تشریح کرے جو ہمارے اسلاف کی بیان کی ہوئی تشریح کے خلاف ہو تو ہمارے لئے نا قابل قبول ہے۔ صحیح بخاری کی شرح امت کے کئی علماء نے کی ہے۔ مثلاً ابن حجر عسقلانی نے ''فتح الباری''، علامہ بدرالدین عینی نے ''عمدۃ القاری''، علامہ قسطلانی نے ''ارشادالساری'' وغیرہ لکھی ہیں۔ اور صحیح مسلم کی شرح امام محی الدین ابن زکریا بن شرف النووی الشافعی نے لکھی ہے۔ لہذا بخاری ومسلم کی حدیثوں کو سمجھنے کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے اور یہ وہ شروح ہیں جن پر اہل سنت بھی اعتماد کرتے ہیں اور غیر مقلدین بھی۔ سب کے نزدیک یہ کتابیں انتہائی معتبر ومستند ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی تشریح:

سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتادوں کہ ''بخاری''، 'کتاب التفسیر'، اور 'حدیث نمبر ۴۸۵۵' دیکھ کر آپ کو یہ دھوکہ نہ ہو جائے کہ یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کررہی ہیں بلکہ یہ ام المومنین کی اپنی رائے ہے۔ جس کا استنباط وہ قرآن سے کررہی ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، بلکہ ام المومنین اپنا موقف بیان کررہی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ معراج کی شب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا دیدار کیا ہے یا نہیں؟ اس میں صحابہ کرام وتابعین کا اختلاف رہا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ اس کے قائل ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی شب دیدار الٰہی کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابوذر، حضرت انس، حضرت کعب احبار، حضرت حسن بصری، زہری، معمر، رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ اس کے قائل ہیں کہ معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار الٰہی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ پھر کچھ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ نگاہ قلب سے دیدار ہوا اور کچھ لوگ اس کے کہ آپ

نے ظاہری آنکھوں سے دیدار کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پوری روایت بخاری میں یوں ہے۔

حدثنا وکیع، عن اسماعیل بن ابی خالد، عن عامر، عن مسروق قال: قلت لعائشة رضی الله عنها: یا امتاه، هل رأی محمد ﷺ ربه؟ فقالت: لقد قف شعری مما قلت، این انت من ثلاث، من حدثکهن فقد کذب: من حدثك ان محمدا ﷺ رأی ربه فقد کذب، ثم قرأت: (لا تدرکه الا بصار وهو یدرك الابصار وهو اللطیف الخبیر) الانعام: ۱۰۳)۔ (وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا اومن ورآی حجاب) (الشوری: ۵۱) ۔ ومن حدثك انه یعلم مافی غد فقد کذب، ثم قرأت: (وما تدری نفس ماذا تکسب غدا) (لقمان: ۳۴) ۔ ومن حدثك انه کتم فقد کذب، ثم قرات: (یایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك) (المائدة:۸۶) ولکنه رأی جبریل علیه السلام فی صورته مرتین۔۔ (بخاری، کتاب التفسیر، حدیث ۴۸۵۵)

ترجمہ: مسروق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ، امی جان، کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس بات سے تو میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے جو تم نے کہی ہے، اگر کوئی تم میں سے ان تین باتوں میں سے کہے تو اس نے جھوٹ بولا۔ جو تمہیں بتائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے جھوٹ کہا، پھر انہوں نے آیت پڑھی (لا تدرکه الا بصار وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر) الانعام: ۱۰۳) آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں، وہی ہے نہایت

باطن خبردار۔ (سورہ الانعام۔ آیت ۱۰۳) اور کوئی آدمی نہیں پہچانتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے گا، مگر وحی کے طور پر یا یہ کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے پیچھے ہو (سورہ الزخرف۔ آیت ۵۱)۔ اور جو تم سے یہ کہے کہ کل کی بات جانتا ہے تو اس نے جھوٹ بولا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ **انه يعلم مافي غد** اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی۔ (سورہ لقمان) اور جو کوئی تمہیں یہ بتائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات چھپائی تو اس نے جھوٹ بولا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی **یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک)** **(المائدة: ٦٨)** بات دراصل یوں ہے کہ آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو دو دفعہ اصلی شکل وصورت میں دیکھا۔

اس روایت میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ ام المومنین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی روایت نقل نہیں فرمائی بلکہ وہ ان تینوں امور میں اپنا موقف بیان کر رہی ہیں اور وہ موقف ان کے نزدیک قرآن کی کن آیتوں سے ثابت ہوتا ہے وہ آیتیں بھی بیان کر دیں۔ بہرحال روایت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول نقل فرما رہی ہیں۔ لہذا یہ ماننا ہوگا کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا موقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تو دیدار الٰہی کے شدت سے قائل ہیں۔

اس امر میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف تھا، اسے بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

وقد اختلف السلف فی رویة النبی ﷺ ربه فذهبت عائشة وابن مسعود الی انكارها، واختلف عن ابی ذر۔ وذهب جماعة الی اثباتها. (فتح الباری، جلد ۹، ص ۵۶۵۲، مکتبة العصریہ، بیروت)

یعنی سلف نے اس بات پر اختلاف کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو

دیکھا یا نہیں؟ حضرت عائشہ اور ابن مسعود نے انکار کیا ہے اور ابوذر اور ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

امام نووی شافعی علیہ الرحمہ اس اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

قال قاضی عیاض رحمہ اللہ اختلف السلف والخلف هل رأی نبینا ﷺ ربه لیلة الاسرأ۔ (شرح صحیح مسلم، جلد ۱، ص ۳۸۲، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

ترجمہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلف اور خلف نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب اپنے رب کو دیکھا ہے یا نہیں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی شافعی کے مذکورہ بیان سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی ہوگی کہ دیدارِ باری تعالیٰ کے مسئلہ میں صحابہ کے درمیان اختلاف تھا، اب ایسی حالت میں کیا ضروری ہے کہ کسی ایک ہی موقف کا پرچار کیا جائے، وہ بھی اجنبی موقف۔ اجنبی موقف میں نے اس لئے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف سے لوگ واقف نہیں ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب دیدار کیا ہے، امت میں بہت مشہور و معروف ہے، اور مسلمان اس مسئلہ میں یہی اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ اب اس اعتقاد کے خلاف کوئی نئی بات لوگوں کے سامنے آتی ہے تو اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

دیدار الٰہی کے ثبوت میں حدیثیں:

معراج کی شب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، اس کی صراحت کرنے والی روایتیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث کی مشہور کتاب صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں۔

(۱)عن ابی ذر قال سالت رسول اللہ ﷺ هل رأيت ربك؟
قال:نورانی اراہ (صحیح مسلم،کتاب الایمان،حدیث نمبر۲۹۱)
ترجمہ:حضرت ابوذر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نور ہی نور ہے، میں نے اسے دیکھا۔

(۲) عن عبداللہ بن شقیق قال: قلت لابی ذر لو رأیت رسول اللہ ﷺ لسالته فقال عن أي شيء كنت تساله؟ قال: كنت اساله هل رأيت ربك؟ قال ابو ذر قد سالت فقال: رأيت نورا۔ (صحیح مسلم،کتاب الایمان،حدیث نمبر ۲۹۲)
ترجمہ:حضرت ابوذر نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور دیکھا ہے۔

مسلم شریف کی ان دونوں حدیثوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔اور اس کی کیفیت بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی۔ اگر حقیقت وہ ہوتی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرما رہی ہیں تو حضرت ابوذر کے سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار فرما دیتے۔لیکن آپ نے اثبات میں جواب دیا اور دیکھنے کی کیفیت بھی بیان فرما دی۔

(۳) علامہ بدرالدین عینی اپنی شرح عمدۃ القاری میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت ان لفظوں میں بیان فرماتے ہیں۔
حكى عبدالرزاق عن معمر عن الحسن انه حلف ان محمداً رأى ربه،
(عمدۃ القاری۔جلد۱۹،ص۲۸۵،دارالکتب علمیہ،بیروت)
ترجمہ:حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ قسم کھا کے فرماتے تھے کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

(۴) علامہ عینی ایک دوسری روایت ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

واخرج ابن خزیمۃ عن عروۃ بن الزبیر اثباتھا

(عمدۃ القاری۔ جلد ۱۹ ص ۲۸۵، دارالکتب علمیہ، بیروت)

ترجمہ: ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

(۵) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت علامہ عینی ان لفظوں میں نقل فرماتے ہیں

وروی ابن خزیمۃ باسناد قوی عن انس۔ قال رأی محمد ربه

(عمدۃ القاری۔ جلد ۱۹ ص ۲۸۵، دارالکتب علمیہ، بیروت)

ترجمہ: ابن خزیمہ نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(۶) حافظ ابن حجر عسقلانی، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ان لفظوں میں نقل فرماتے ہیں

اخرجه النسائی باسناد صحیح و صححه الحاکم ایضاً من طریق عکرمة عن ابن عباس، قال: اتعجبون ان تکون الخلة لابراھیم والکلام لموسی والرؤیة لمحمد؟

(فتح الباری، جلد ۹، ص ۵۶۵۲، مکتبۃ العصریہ، بیروت)

ترجمہ: امام نسائی نے اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عکرمہ کے واسطے سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آپ کہا کرتے تھے، تم لوگ اس پر تعجب کرتے ہو کہ خلت کا مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

لئے، اور کلام کا شرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار کا شرف
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہو۔

(۷) امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت یوں نقل فرماتے ہیں:

عن ابن عباس قال "ما كذب الفؤاد ما رأى". "ولقد رأه نزلة اخرى". قال رأه بفواده مرتين۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، ص ۶۱، حدیث ۲۸۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان آیات کے بارے میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار اپنے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں حدیثیں بھی بیان کیں اور قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے بھی اس مسئلہ کی توضیح فرمائی۔

(۸) امام نووی شافعی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت یوں بیان فرمائی:

والا صل فى الباب حديث ابن عباس حبر الامة والمرجوع اليه فى المعضلات۔ وقد راجعه ابن عمر رضى الله عنهم فى هذه المسئلة وراسله هل رأى محمد (ﷺ) ربه؟ فأخبره انه رآه۔

(شرح مسلم، کتاب الایمان، ص ۳۸۳، مکتبۃ العصریہ، بیروت)

ترجمہ: صحابہ کرام مشکل مسائل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف رجوع کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں بھی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رجوع کیا اور ان سے سوال کیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ ہاں، دیکھا ہے۔
امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں دیدارِالٰہی پر انتہائی تحقیقی بحث کی ہے اور بہت ساری روایتوں کی بنیاد پر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تائید فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

واذا صحت الروایات عن ابن عباس فی اثبات الرؤیۃ وجب المصیر الی اثباتھا فانھا لیست مما یدرك بالعقل، ویؤخذ بالظن، وانما یتلقی بالسماع۔ ولا یستجیز احد ان یظن بابن عباس انه تکلم فی ھذہ المسئلۃ بالظن والا جتھاد۔ وقد قال معمر بن راشد حین ذکر اختلاف عائشه وابن عباس: ما عائشۃ عندنا بأعلم من ابن عباس۔ ثم ان ابن عباس اثبت شیئاً نفاہ والمثبت مقدم علی النافی۔

(شرح مسلم، کتاب الایمان، ص ۳۸۳۔ ۳۸۴، مکتبۃ العصریہ، بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب صحیح روایات ثبوت کو پہنچ گئیں کہ انہوں نے ایسا کہا ہے، تو اب ہم یہ گمان نہیں کر سکتے کہ آپ نے اتنی بڑی بات محض قیاس اور ظن کی بنیاد پر کہی ہوگی۔ یقیناً انہوں نے کسی مرفوع حدیث کی بنیاد پر یہ بات کہی ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نیز عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک چیز کو ثابت کر رہے ہیں اور دوسرے حضرات نفی کر رہے ہیں تو قاعدہ یہ ہے کہ مثبت (ثابت کرنے والے) کا قول نافی (نفی کرنے والے) پر مقدم ہوتا ہے۔

اس کے بعد امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس موضوع پر اپنی بحث کا خلاصہ لکھتے ہوئے امت کا موقف یوں بیان کرتے ہیں۔

فالحاصل ان الراجح عند اکثر العلماء ان رسول اللہ ﷺ رأی ربه بعینیہ رأسه لیلۃ الاسراء لحدیث ابن عباس

وغیرہ مما تقدم۔ واثبات ھذا لایأخذونه الا بالسماع من رسول اللہ ﷺ ھذا مما لاینبغی ان یتشکک فیه۔

(شرح مسلم، کتاب الایمان، ص ۳۸۴، مکتبۃ العصریہ، بیروت)

ترجمہ: الحاصل اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس امر میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

امام نووی شافعی رضی اللہ عنہ نے بالکل واضح انداز میں یہ بیان کردیا کہ امت کے اکثر علماء کا موقف یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب باری تعالی کا دیدار کیا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ فرمایا، اس کے بارے میں اسلاف کی کیا رائے ہے۔ تو امام ابن حجر عسقلانی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

الامام احمد فروی الخلاف فی ((کتاب السنة)) عن المروزی قلت لاحمد انھم یقولون: ان عائشة قالت: "من زعم ان محمداً رأی ربه فقد اعظم علی اللہ الفریة)) فبای شیء یدفع قولھا؟ قال: بقول النبی ﷺ رایت ربی قول النبی ﷺ اکبر من قولھا۔

(فتح الباری، جلد ۹، ص ۵۶۵۳، مکتبۃ العصریہ، بیروت)

ترجمہ: مروزی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کہا کرتی تھیں کہ جس نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا کیا جواب دیا جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے ساتھ کہ "رأیت ربی۔" میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

قول کا جواب دیں گے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بہت بڑا ہے۔

مذکورہ بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ رائے خود قول رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے اور اس کا جواب امام احمد بن حنبل کے دور میں بھی دیا جارہا تھا۔ لہذا غیر مقلدوں کی طرف سے اس روایت کی تشہیر پر ہم اہل سنت بھی اسی طرح سے جواب دے رہے ہیں کہ ''رأیت ربی۔'' کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

اگر آپ کے دماغ کی سطح پر یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی صحابی ہیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کو چھوڑ کر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کو اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی روایت بیان نہیں فرمائی ہے بلکہ قرآنی آیتوں سے استدلال فرمایا ہے۔ اس کے برعکس حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کی ہے۔ لہذا جس امر میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات ثابت ہوجائے تو اس کے خلاف کوئی استدلال قابل قبول نہیں ہوگا۔ اس بات کو اور آسان کردوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف ان کا قرآن سے استنباط کیا ہوا موقف ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف صراحۃً حدیث سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیدار کیا یا نہیں؟ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود یہ حقیقت بیان کردی ''رأیت ربی'' ''میں نے اپنے رب کو دیکھا'' تو اب اس حقیقت کے انکار کے لئے استدلال واستنباط کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسی لئے علماء امت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف کو اختیار نہیں فرمایا، جس کی صراحت امام نووی شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی کردی ہے۔

کیا حضور ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے ھیں؟

غیر مقلدین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو روایت بیان کی ہے اس میں ایک بات یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ

''جو شخص تم سے کہے کہ محمد ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے!''

اس پر عرض یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ ذاتی طور پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں جانتے، یہاں نفی صرف ذاتی طور پر جاننے کی ہے۔ یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی حضور ﷺ نہیں جانتے۔ اس لئے کہ مسلم شریف کی حدیث ہے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر کے وقوع سے ایک روز پہلے ہی بتادیا تھا کہ کل کون کون مارا جائے گا۔ اور اس کی لاش بدر کے کس گوشہ میں پڑی ہوگی۔ چنانچہ امام مسلم رضی اللہ عنہ یہ روایت لائے ہیں:

فقال اِنَّ رسولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُرِينا مَصَارِعَ اهلِ بدر بالامسِ يقولُ : هذا مَصرَعُ فُلانٍ غداً اِنْ شاءَ الله قال : فقال عمرُ فوالذى بَعثَه بالحَقِّ ما اَخطَئُوا الحُدُو دَ الّتى حَدَّ رسولُ اللهِ ﷺ

(صحیح مسلم، حدیث (۲۸۷۳) ص ۸۰۵، دارالسلام۔ سنن نسائی، کتاب الجنائز، ۱۱۷، ارواح المومنین، حدیث ۲۷۴، ص ۲۳۱، بیت الافکار بیروت لبنان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ہم کو لڑائی سے ایک دن پہلے بدر والوں کے گرنے کی جگہ دکھا رہے تھے آپ فرما رہے تھے یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے، کل یہاں فلاں گرے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جو حدیں آپ نے بیان کی تھیں ہر ایک کافر انہیں حدوں پر مرا پڑا تھا (ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہ تھا)۔

یہاں بھی حدیث میں غداً کا لفظ موجود ہے۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جنگ کے بعد ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کافر کے مرنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی وہ مرا بھی، اور اس کی لاش اس نشان سے ایک انچ بھی ادھر اُدھر نہیں ہوئی جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشاندہی کی تھی۔

یہ وضاحت میں نے اس لئے کر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جو دو غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں دونوں کا ازالہ ہو جائے۔

بہر حال مذکورہ روایتوں سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ معراج کی شب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالی کا دیدار اپنے سر کی آنکھوں سے کیا، اس سے آپ کو یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ کچھ لوگ ایسے واضح امر میں بھی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے حدیثوں کو کس طرح سے توڑ مروڑ کو پیش کرتے ہیں۔ امید ہے آئندہ آپ اس طرح کے ہتھکنڈوں سے متاثر نہیں ہوں گے۔ اسی کے ساتھ آپ کے اندر یہ شعور بھی بیدار ہو گیا ہو گا کہ حدیث کے حوالے سے جب کوئی انوکھی بات کی جائے تو کس کس پہلو سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

فقیر محمد یوسف رضا قادری

۲۱/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ، ۱۲/جون ۲۰۱۲ء